



السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک آدمی نے یہ وصیت کی کہ اس کے ایک گھر کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ اس کی طرف سے ہر سال قربانی اور حج کے لئے خرچ کیا جائے، اگر ہر سال یہ ممکن نہ ہو تو ایک سال چھوڑ کر ایسا کیا جائے اور اگر یہ مال قربانی و حج کے اخراجات سے زائد ہو تو پھر دیگر نیکی کے کاموں میں خرچ کر دیا جائے، کیا وصیت کے مطابق حج کرنا ضروری ہے، اس طرح حج کرنے والے لوگ تو بہت ہیں لیکن دل مطمئن نہیں ہوتا کہ وہ محض مادی فائدہ کے لئے حج کرتے ہیں تو اس صورت میں کیا یہ افضل نہیں ہے کہ حج کے بجائے اس مال کو دیگر نیکی کے کاموں میں مثلاً مسجدوں کے بنانے وغیرہ میں خرچ کر دیا جائے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

!و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

واجب یہ ہے کہ وصیت کرنے والے کی وصیت پر عمل کیا جائے کیونکہ حج بھی تقرب الہی کے حصول کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے، وکیل کو چاہیے کہ وہ کسی ایسے شخص کو حج پر بھیجے جس کے ظاہری حالات سے خیر و صلاح اور حج کی رغبت معلوم ہوتی ہو اور بظاہر وہ حصول مال ہی کیلئے حج نہ کرنا چاہتا ہو، باقی دلوں کے بحید اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی خوب جانتے ہیں اور وہی ان کے مطابق بدلہ بھی دیں گے۔

هذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج 3 ص 52

محدث فتویٰ